زمانۂ نزول:

سورۃ ﴿اللَّیل﴾، سورۃ ﴿الشَّمس﴾ کے ساتھ اعلانِ عام کے بعد رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے دورِ مخالفت میں نازل ہوئی، جب مشرکینِ مکہ کو عذاب کی دھمکی دی گئی۔

سورۃ اللَّیل کا کتابی ربط

1- سورۃ ﴿البَلَد﴾ میں انسان کی آزادیٔ اختیار کو ﴿النَّجْدَین﴾ کے لفظ سے واضح کیا گیا تھا۔ پچھلی سورۃ ﴿الشَّمس﴾ میں انہیں ﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا﴾ کے الفاظ سے واضح کیا گیا ہے۔ یہاں سورۃ ﴿اللَّیل﴾ میں ﴿اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی﴾ کے الفاظ سے نمایاں کیا گیا ہے۔

2- اس سورت کا اختتام ﴿وَلَسَوْفَ یَرْضٰی﴾ کے الفاظ پر ہوا ہے۔ اگلی سورت ﴿الضُّحٰی﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ بہت جلد اس قدر دے گا کہ آپ خوش اور راضی ہو جائیں گے ﴿وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی﴾۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورۃ ﴿البَلَد﴾ میں فیاض اور زیادہ پرہیزگار ﴿اَتقٰی﴾ انسان کا موازنہ، بخیل، بے پرواہ، مستغنی اور بدنصیب ﴿اَشقٰی﴾ سے کیا گیا ہے۔

2- رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی دعوت کی ﴿تصدیق﴾ کرنے والے لوگوں اور ﴿تکذیب﴾ کرنے والے لوگوں کی صفات مختلف ہوتی ہیں اور ان کا انجام بھی مختلف ہوگا۔

3- تزکیۂ نفس کے حصول کے لیے ﴿ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی﴾ یعنی محض اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے جذبے کے ساتھ انسان کو اپنا مال خرچ کرنا چاہیے ﴿اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی﴾۔

سورۃ اللَّیل کا نظمِ جلی

سورۃُ اللَّیل پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4: پہلے پیراگراف میں، تین چیزوں کی گواہی پیش کی گئی ہے، دن کی، رات کی اور نر و مادہ کی پیدائش و افزائش کی

جس طرح دن سے رات مختلف ہے، نر سے مادہ مختلف ہے، اندھیرے سے روشنی مختلف ہے، بالکل اسی طرح انسانی سعی، انسانی کوششیں اور سرگرمیاں بھی بالکل مختلف ہیں ﴿اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی﴾۔ انسانوں کی کمائی الگ الگ قسم کی ہے۔ کوئی فیاض اور سخی داتا ہے۔ کوئی کنجوس مکھی چوس ہے۔ کوئی ﴿مُصَدِّق﴾ ہے یعنی تصدیق کرتا ہے۔ کوئی ﴿مُكَذِّب﴾ ہے یعنی جھٹلا رہا ہے۔ کوئی نیکیاں کما رہا ہے، کوئی برائیاں سمیٹ رہا ہے۔

﴿وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی﴾ (1)　قسم ہے رات کی! جبکہ وہ چھا جائے! (شاہد ہے رات، جب چھا جاتی ہے)

﴿وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی﴾ (2)　قسم ہے دن کی! جب وہ روشن ہو، (اور دن، جب چمک اٹھتا ہے)

﴿ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى ﴾(3) اور اس ذات کی! جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا، (اور شاہد ہے نر و مادہ کی افزائش)

﴿ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى ﴾ (4) درحقیقت! تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں۔

2- آیات 5 تا 7 : دوسرے پیراگراف میں، اچھے لوگوں کی تین (3) صفات بیان کی گئی ہیں۔

﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ﴾ (5) سو جس نے (راہِ خدا میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا۔

﴿ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ﴾(6) اور بھلائی کو سچ مانا۔ (اور اچھے انجام کو مانا)

﴿ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ﴾ (7) اس کو ہم، آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔

اچھے لوگ انسان دوست بھی ہوتے ہیں اور خدا دوست بھی۔ یہ حق کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں۔ حق کو جھٹلاتے نہیں، بلکہ اس کی ﴿ تصدیق ﴾ کرتے ہیں۔ اللہ کے حقوق کے ساتھ ساتھ انسانوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ بخیل نہیں ہوتے بلکہ فیاض ہوتے ہیں۔ اِنفاق فی سبیل اللہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ راستہ ہموار کرتا ہے۔ ﴿ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ﴾

تین اچھی خصوصیات ، جو نیکی کی راہ ہموار کرتی ہیں:

(1) اِنفاق کرنا یعنی مال دینا (2) خداترسی اور پرہیزگاری اختیار کرنا (3) بھلائی کو بھلائی ماننا۔

جو شخص یا گروہ، ان خصوصیات کو اختیار کرے گا ، اللہ تعالیٰ اس کے لیے زندگی کے صاف اور سیدھے راستے کو آسان کر دے گا، یہاں تک کہ اس کے لیے نیکی پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا (اور بدی پر عمل کرنا مشکل ہو جائے گا)۔

3- آیات 8 تا 11: تیسرے پیراگراف میں ، برے لوگوں کی تین (3) صفات بیان کی گئی ہیں۔

﴿ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ﴾(8) اور جس نے بخل کیا اور (اپنے اللہ سے) بے نیازی برتی (بے پرواہوا)

﴿ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ﴾ (9) اور بھلائی کو جھٹلایا۔

﴿ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ﴾ (10) اس کو ہم سخت راستے کے لیے سہولت دیں گے۔

﴿ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ﴾(11) اور اس کا مال، آخر اس کے کس کام آئے گا، جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟

برے لوگ انسان دشمن بھی ہوتے ہیں، اور خدا دشمن بھی۔ یہ لوگ بھلائی کو جھٹلاتے ہیں، دنیا پرست ہوتے ہیں۔ بخل کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنے خالق ربّ سے نہ صرف غفلت، بلکہ ﴿ اِسْتِغْنَاء ﴾ یعنی بے پروائی کا رویہ اختیار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو مشکل راستے کی طرف ڈھیل دی جاتی ہے۔ ﴿ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ﴾

آخر میں انسانی ضمیر سے ایک چبھتا سوال کیا گیا۔ انسان کا مال، اس کے کس کام کا؟ جب وہ اُسے دوزخ کے گڑھے میں لے جائے؟ ﴿ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ﴾۔ یہ مال، رحمت نہیں، آفت ہے۔

تین بری خصوصیات، جو بدی کی راہ ہموار کرتی ہیں:

(1) بخل کرنا (2) اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کی فکر سے بے پرواہو جانا (3) بھلی بات کو جھٹلا دینا۔ جو شخص بھی یہ طرز عمل اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے کٹھن اور سخت راستے کو سہل کر دے گا، یہاں تک کہ اس کے لیے بدی آسان ہو جائے گی (اور نیکی کے کاموں پر عمل مشکل ہو جائے گا)۔

4- آیات 12 تا 13 : چوتھے پیراگراف میں، چند بنیادی اُصولی باتیں بیان کی گئی ہیں۔

﴿ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴾ (12) بے شک راستہ بتانا، ہمارے ذمے ہے،

﴿ وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴾(13) اور در حقیقت، آخرت اور دنیا، دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ اور قرآن کے ذریعے ﴿الھُدٰی﴾ ہدایت کا انتظام کیا ہے۔

(2) دنیا اور آخرت دونوں میں اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے۔ وہ ہدایت کو ٹھکرانے والوں کو سزا دے گا اور قبول کرنے والوں کو اجرِ عظیم۔ ﴿ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴾

انسان اگر دنیا مانگے گا تو وہ بھی اللہ ہی سے ملے گی اور آخرت مانگے گا تو اس کا دینے والا بھی اللہ ہی ہے۔ یہ فیصلہ کرنا انسان کا اپنا کام ہے کہ وہ اللہ سے کیا مانگتا ہے؟

(3) تیسری اُصولی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ جو بد بخت اس بھلائی کو جھٹلائے گا، جسے رسول اللہ ﷺ اور کتاب کے ذریعے سے پیش کیا جا رہا ہے اور اس سے منہ پھیرے گا، اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہے۔

5- آیات 14 تا 21 : پانچویں اور آخری پیراگراف میں، ﴿الھُدٰی﴾ کو قبول کرنے والوں اور مُسترد کرنے والوں کی صفات اور ان کا انجام بتایا گیا ہے۔

﴿ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴾ (14) پس! میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے! بھڑکتی ہوئی آگ سے!

﴿ لَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴾(15) اِس (آگ) میں نہیں جھلسے گا، مگر وہ انتہائی بد بخت۔(الْاَشْقٰی)

﴿ الَّذِيْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴾(16) جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

﴿ وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴾(17) اور اس (آگ) سے دور رکھا جائے گا، وہ نہایت پرہیزگار شخص۔

﴿ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴾ (18) جو پاکیزہ ہونے کی خاطر، اپنا مال دیتا ہے۔

﴿وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴾ (19) اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں، جس کا بدلہ اسے دینا ہو

﴿ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴾ (20) وہ تو صرف اپنے ربِ برتر کی رضا جوئی کے لیے، یہ کام کرتا ہے۔

﴿ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴾(21) اور ضرور وہ (اس سے) خوش ہو گا۔

﴿الھُدٰی﴾ کو مسترد کرنے والے بد بخت ﴿ الْاَشْقٰی﴾ ہوتے ہیں۔ تکذیب کرتے ہیں، منہ موڑتے ہیں،

انہیں دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا۔ اس کے برخلاف فیاض، سخی اور مخلص ﴿اَلْاَتْقٰی﴾ یعنی زیادہ پرہیزگار شخص کو دوزخ کی آگ سے دور رکھا جائے گا۔

جو خدا ترس آدمی، پوری بے غرضی کے ساتھ، محض اپنے رب کی رضا کی خاطر، اپنا مال راہِ خیر میں صرف کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اسے اتنا کچھ دے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔

مرکزی مضمون

انسانی کوششیں اور سرگرمیاں اچھی بھی ہو سکتی ہیں اور بُری بھی۔ دونوں قسم کی کاوشوں کے نتائج بھی مختلف ہیں اور انجام بھی مختلف ہوگا۔ اِنفاق سے تزکیۂ نفس ہو سکتا ہے۔

FLOW CHART — MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط — نظمِ جلی

93- سُوْرَةُ الضُّحىٰ

آیات : 11 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 3
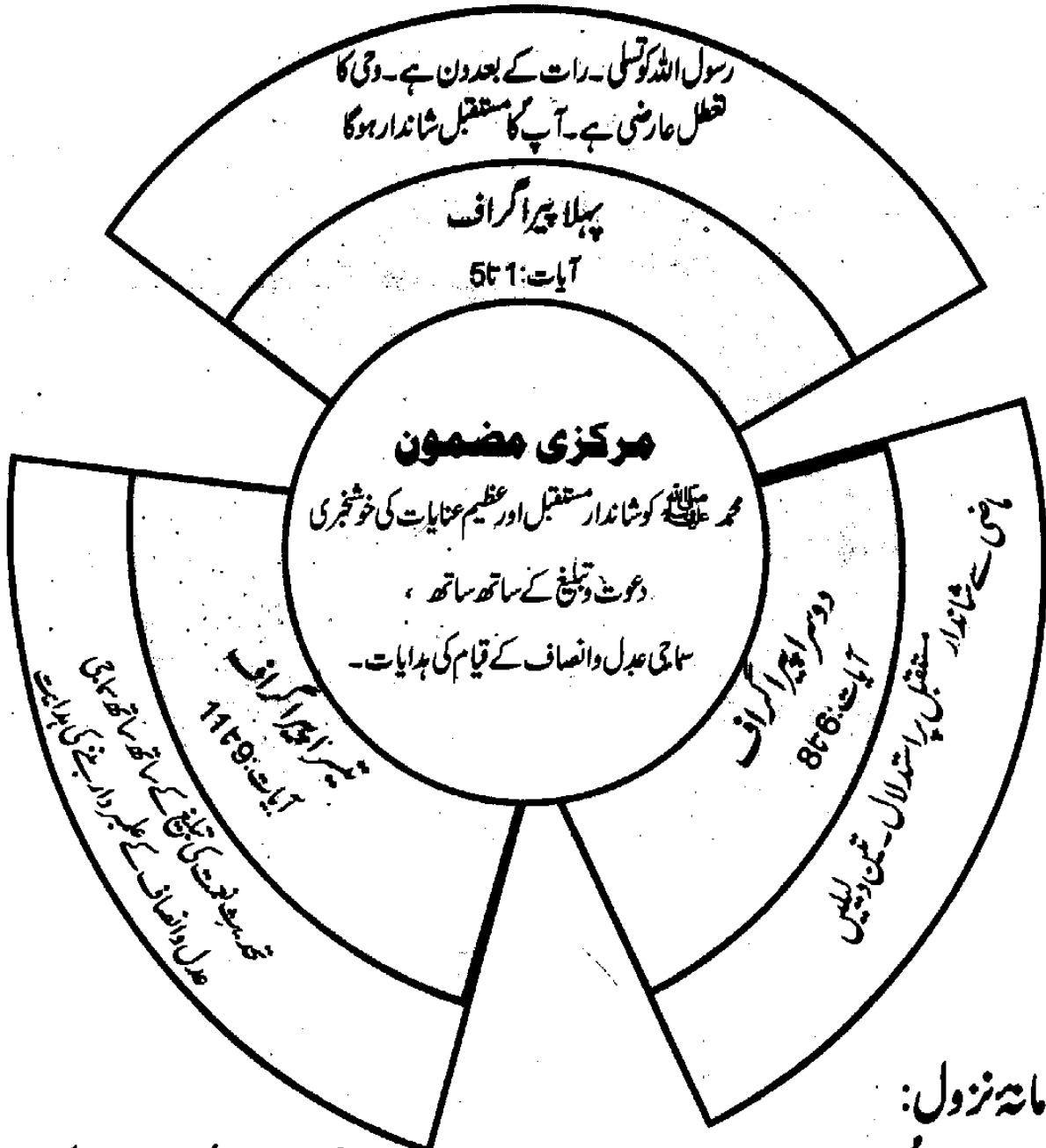
زمانۂ نزول:

سورت ﴿ الضُّحىٰ ﴾ قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی، اور جب مختصر وقفے ﴿ فَتْرَةُ الوَحىِ ﴾ کے بعد دوبارہ نزول کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ اِنقطاعِ وحی اور تعطّل کا یہ دورانیہ 15، 20 دن کا تھا۔ اس اثناء میں آپ ﷺ پریشان ہوتے تو حضرت جبریلؑ آکر آپ ﷺ کو تسلی دیتے کہ آپ ﷺ رسولِ برحق ہیں۔

(صحیح بخاری : کتاب التعبیر ، باب 1، حدیث 6,581)

سورۃ الضحیٰ کی خصوصیت

یہ سورت ہر انسان کو مشکل اور صبر آزما حالات میں تسکینِ دل وجان کا سامان فراہم کرتی ہے۔

سورۃ الضحیٰ کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿اللیل﴾ میں اللہ کی رضا جوئی کے خواہش مند، فیاض اہلِ ایمان کو رضوان کی بشارت دی گئی تھی اور پچھلی سورت کا اختتام ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ کے الفاظ پر ہوا تھا۔ اس سورت ﴿الضحیٰ﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ اس قدر دے گا کہ آپ خوش اور راضی ہو جائیں گے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾۔

2- اگلی سورت ﴿الانشراح﴾، اس سورت سے پوری طرح جڑی ہوئی ہے۔ دونوں کا مرکزی مضمون بھی ایک جیسا ہے۔

سورۃ الضحیٰ کا نظمِ جلی

سورۃ الضحیٰ تین (3) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5: پہلے پیراگراف میں، محمد ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ وحی میں تعطل حکمت پر مبنی ہے۔

رات کے بعد دن کا آنا لازمی اور یقینی ہے۔ جس طرح رات انسان کو سکون فراہم کرتی ہے اور دن کی تھکاوٹ دور کر دیتی ہے، اسی طرح وحی کی آمد میں، یہ وقفہ آپ ﷺ کی دل جمعی کے لیے ہے۔ آپ ﷺ کا رب، آپ ﷺ سے ہرگز ناراض نہیں۔ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ آپ ﷺ کا مستقبل شاندار ہوگا ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰى﴾۔

﴿وَالضُّحٰى﴾ (آیت 1) قسم ہے! روزِ روشن کی! (شاہد ہے وقتِ چاشت)

﴿وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى﴾ (2) قسم ہے رات کی! جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔

﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ (3) (اے نبی ﷺ) آپؐ کے رب نے، آپؐ کو ہرگز نہیں چھوڑا! اور نہ وہ ناراض ہوا!

﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰى﴾ (4) یقیناً آپؐ کے لیے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہوگا۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (5) اور عنقریب آپ کا رب آپؐ کو اتنا دے گا کہ آپؐ خوش ہو جائیں گے

2- آیات 6 تا 8: دوسرے پیراگراف میں، محمد ﷺ کے سامنے، خود ان کی زندگی کے ماضی کے واقعات رکھ کر، مستقبل کے لیے تسلی کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔

﴿ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴾ (6) کیا اُس نے آپ ﷺ کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانہ فراہم کیا؟

﴿ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴾ (7) اور آپ ﷺ کو ناواقفِ راہ (جویائے راہ) پایا اور پھر ہدایت بخشی؟

﴿ وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴾ (8) اور آپ ﷺ کو نادار (محتاج) پایا اور پھر مال دار کر دیا؟

یہ پیراگراف ﴿ اَلَمْ ﴾ کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ اگلی سورت بھی ﴿ اَلَمْ ﴾ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس سورت کی پہلی پانچ آیات دونوں سورتوں کے لیے تمہید کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس حصے میں ماضی کی تین حقیقتوں سے شاندار مستقبل پر استدلال ہے۔ (1) رسول اللہ ﷺ یتیم تھے۔ کیا اللہ نے آپ ﷺ کو ٹھکانہ فراہم نہیں کیا؟ (2) رسول اللہ ﷺ ناواقفِ راہ تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی نعمت سے نہیں نوازا؟ (3) رسول اللہ ﷺ غریب اور نادار تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے کر کے مضاربت پر مبنی تجارت کے ذریعے آپ ﷺ کو امیر اور مالدار نہیں کیا؟ لہٰذا ماضی کے یہ حالات شہادت دے رہے ہیں کہ مستقبل بھی نہایت شاندار ہوگا۔

3- آیات 9 تا 11 : تیسرے پیراگراف میں ، رسول اللہ ﷺ کو تین (3) ہدایات دی گئی ہیں۔

﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴾(9) لہٰذا ! یتیم پر سختی نہ کیجیے ! (مت دبائیو!)

﴿وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾(10) اور سائل کو نہ جھڑکیے !

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾(11) اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کیجیے !

(1) یتیم کے ساتھ سختی نہ کی جائے ﴿ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴾۔

(2) سائل یعنی مانگنے والے کو جھڑکا نہ جائے ﴿وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾۔

(3) تحدیثِ نعمت کی جائے، یعنی اللہ کی نعمتوں کا مسلسل چرچا کیا جائے ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾۔

مطالبہ کیا گیا ہے کہ دعوت و تبلیغ ﴿ تحدیث ﴾ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے، سماجی عدل وانصاف (Social Justice) کے قیام کے لیے، کمزور طبقات کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا بدستور مظاہرہ کیا جائے۔

یہ سورت مایوس کن حالات میں تسکینِ قلب کا سامان ہے۔ انسان کو اپنے ماضی پر غور کر کے ، روشن اور تابناک مستقبل کے بارے میں پُر امید رہنا چاہیے اور دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ سماجی عدل وانصاف کے قیام کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط

نظمِ جلی

94- سُورَةُ الَمْ نَشْرَحْ

آیات : 8 ...... مَكِّيَّةٌ ...... پیراگراف : 3

شاندار ماضی سے شاندار مستقبل پر استدلال

پہلا پیراگراف

آیات: 1 تا 4

مرکزی مضمون

محمد ﷺ کو شاندار مستقبل ، ناموری

اور غلبۂ اسلام کی بشارت ،

دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ ،

تعلق باللہ اور عبادت کی مشقت کی ہدایات !

دوسرا پیراگراف

آیات: 5 تا 6

ابتداء میں مخالفت ہوگی ، پھر قبول عام حاصل ہوگا

تیسرا پیراگراف

آیات: 7 تا 8
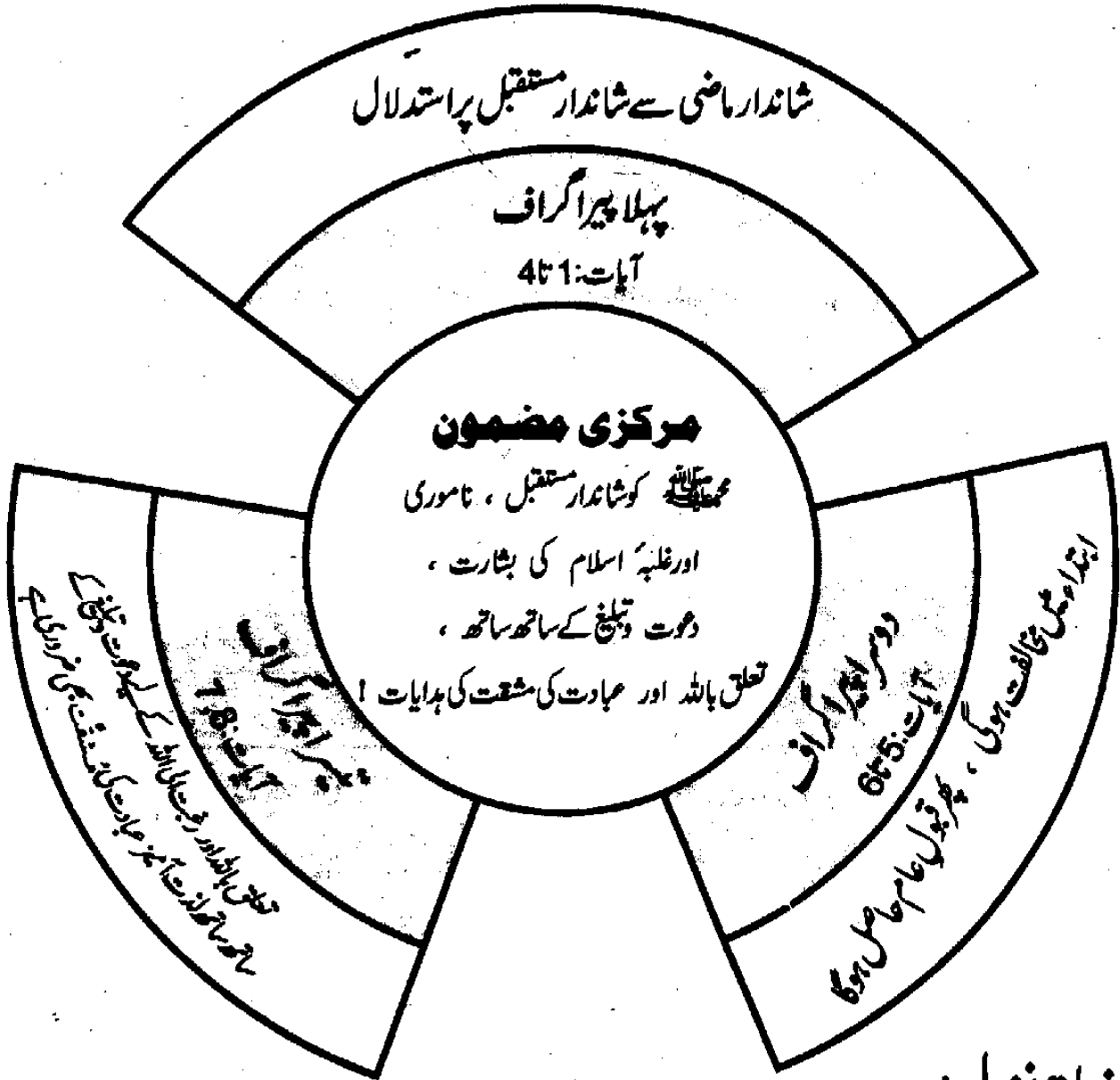
زمانۂ نزول:

سورت ﴿الانشراح﴾، سورت ﴿الضُّحیٰ﴾ کے بعد قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جارہی تھی اور جب مختصر وقفہ تعطل ﴿فَتْرَةُ الوَحی﴾ کے بعد دوبارہ نزول کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ انقطاعِ وحی کا یہ دورانیہ 15، 20 دن کا تھا۔ اس اثناء میں آپ ﷺ پریشان ہوتے تو حضرت جبریلؑ آکر آپ ﷺ کو تسلی دیتے کہ آپ ﷺ رسول برحق ہیں۔

(صحیح بخاری : کتاب التعبیر ، باب 1، 6,581)

خصوصیات

1- سورۃ ﴿الانشراح﴾ بھی سورۃ ﴿الضُّحٰی﴾ کی طرح، مایوس کن حالات میں ہمت اور حوصلہ فراہم کرتی ہے۔

سورۃُ الانشِراح کا کتابی ربط

1- پچھلی ﴿الضُّحٰی﴾ سورت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ الفاظ مختلف ہیں، لیکن مضمون ایک ہی ہے۔ سورت ﴿الضُّحٰی﴾ میں ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ کے الفاظ سے مشکل اور صبر آزما حالات میں روشن مستقبل کی بشارت تھی، یہاں اسی مضمون کے لیے ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

2- سورۃ ﴿الضُّحٰی﴾ کی ابتدائی پانچ (5) آیات، گویا سورت ﴿الانشراح﴾ کے لیے بھی تمہید کی حیثیت رکھتی ہیں۔

3- دونوں سورتوں میں ماضی سے استدلال ہے اور روشن وتابناک مستقبل کی نوید ہے۔

4- دونوں سورتوں کے آخر میں ہدایات دی گئی ہیں۔

سورۃُ الانشِراح کا نظمِ جلی

سورۃُ ﴿الانشِراح﴾ تین (3) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 4 : پہلے پیراگراف میں، محمد ﷺ کے ماضی سے استدلال کرتے ہوئے، شاندار مستقبل کی بشارت دی گئی ہے

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾(1) (اے نبی ﷺ) کیا ہم نے آپ کا سینہ، آپ کے لیے کھول نہیں دیا؟

﴿وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ﴾(2) (اور کیا) تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار (نہیں) دیا؟

﴿الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾(3) جو آپ کی کمر توڑے ڈال رہا تھا۔

﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾(4) اور (کیا) تمہاری خاطر، تمہارے ذکر کا آوازہ بلند (نہیں) کر دیا؟

آپ ﷺ کی دل جمعی کے لیے آپ ﷺ کو یہی ناموری کی بشارت دی گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ماضی میں آپ ﷺ پر اس قدر عنایات کی ہیں تو آپ ﷺ مستقبل کے بارے میں بھی کامل تسلی رکھیے! مخالفتوں اور اذیت رسانیوں کے بعد، ایک روشن اور درخشاں مستقبل، پوری آب وتاب کے ساتھ آپ کا منتظر ہے۔

2- آیات 5 تا 6 : دوسرے پیراگراف میں، یہ تسلی دی گئی ہے کہ ابتداء میں آپ ﷺ کو دعوتِ توحید کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن بہت جلد اسے قبولِ عام حاصل ہو جائے گا۔

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾(5) پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔

﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾(6) بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔

﴿عُسْر﴾ کے بالکل ساتھ جڑی ہوئی چیز ﴿يُسْر﴾ ہے۔یہ بات دو (2) بار تکرار اور تاکید کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ہر طرح کی دل جمعی رکھیے۔اس مضمون میں غلبۂ اسلام کی بشارت بھی پوشیدہ ہے۔

3- آیات 7 تا 8 : تیسرے اور آخری پیراگراف میں ، یہ بات بتائی گئی ہے کہ دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ تعلق باللہ اور رغبت إلی اللہ کے لیے، لذت آمیز عبادات کی مشقت لازمی اور ضروری ہے۔

﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ (7) لہذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ !(کمر بستہ ہو جاؤ!)

﴿وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ (8) اور اپنے رب ہی کی طرف راغب رہو۔(اور اپنے رب سے لو لگاؤ !)

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی کہ عبادت ہی سے ابتدائی دور کی ان سختیوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا ہوگی۔

جب اپنے مشاغلِ دعوت وتبلیغ سے آپ ﷺ فارغ ہوں تو عبادت کی مشقت وریاضت میں لگ جائیں اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر ،صرف اپنے رب سے لو لگائیں۔دوسرے لفظوں میں آپ ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے تعلق باللہ اور رغبت الی اللہ کی لذت آمیز مشقت لازمی اور ضروری ہے۔ پنجوقتہ نماز تو رجب بارہ (12) نبوی میں معراج کے موقع پر فرض ہوئی۔ابتدائی بارہ (12) سالوں میں تربیت اور تزکیۂ نفس کے لیے نمازِ تہجد کا طویل قیام مشروع تھا۔صحابہؓ اور رسول اللہ ﷺ طویل ﴿قِيَامُ اللَّيْل﴾ کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیروں پر ورم آجایا کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو شاندار مستقبل، ناموری اور غلبۂ اسلام کی بشارت دی گئی ہے اور دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ، تعلق باللہ اور عبادت کی مشقت کی ہدایات دی گئیں۔